دیوان باھو

(فارسی معہ اردو ترجمہ)

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
اِنتساب	۳
پیش لفظ ـ سُلطان حمید	۷
مُقدمہ ـ ڈاکٹر سُلطان الطاف علی	۹
سوانحِ حیات حضرت سُلطان باھو قدس اللہ سرہٗ	۱۷
دِیوانِ باھو معہ اُردو تَرجمہ	
(۱) یقین دانم درین عالم کہ لامعبود الاھو	۳۰
(۲) بیا ای عشق جان سوزان کہ من خود رابتو سوزم	۳۴
(۳) بَبازی عشق میبازم دِل و جان رافدِ اسازم	۳۶
(۴) بَبازی عشق میبازم سربازار سربازم	۳۸
(۵) الا ای یار فرزانہ بیا باما بمیخانہ	۴۰
(۶) آمد خیالی دردِلم این خرقہ رابرہم زنم	۴۲
(۷) بہردم از غمش بیھاوکی یاریست بی پرواہ	۴۴
(۸) ایاوالی معلّی کن وفاداران خودہارا	۴۶
(۹) باجام بادہ ساقی فِی الصبح مرحبا	۴۸
(۱۰) از ذاتِ حق تعالیٰ اعلام بی نوارا	۵۰
(۱۱) جلّادِ عشق کشتم صبرمایاران کجاست	۵۲
(۱۲) آشفتہ دل خویش درین دار فنائیم	۵۴
(۱۳) خدایا کن تو برمن مہربانی	۵۶
(۱۴) بر رُخش زیبا چو دیدم نقش و خال	۵۸
(۱۵) ثبتوا اقدا مکم ای سالکان	۶۰
(۱۶) تعالیٰ اللہ چہ زیبا روی دلدار	۶۲

مضامین	صفحہ نمبر
(۱۷) نیست کس محرم کہ پیغام رساند یار را	۶۴
(۱۸) آشکارست عشق پنہاں نیست	۶۶
(۱۹) بادوستِ دِلنواز سخن جز وصال چیست	۶۸
(۲۰) بارھا گفتم ترا دِل بارھا	۷۰
(۲۱) کارہا این مشکل است این کارہا	۷۲
(۲۲) تارہا زلفش چو دیدم مارہا	۷۴
(۲۳) وہو معکم ا۔نما کنتم نگر	۷۶
(۲۴) حق تعالیٰ بایقین حاضر نگر	۷۸
(۲۵) قلب مومن مِرآۃ الرّحمٰن یقین	۸۰
(۲۶) چو ا۔نما تولوا شد قبلۂ حقیقت	۸۲
(۲۷) حُبِ دُنیا راُس آمد کل خطا	۸۴
(۲۸) صوفی بصدق دِل نشوی تاصفا کجاست	۸۶
(۲۹) مینمائی خویش را صوفی منم	۸۸
(۳۰) من من مگو تو من من ہی ہوی گوئی ہاہا	۹۰
(۳۱) از من بیزار من شدہ تن ہی ہزار ہی من	۹۲
(۳۲) عمریست در طریقِ تو جان را کہ دم زدیم	۹۴
(۳۳) اِنّما اموا لکم واولادکم فتنہ تمام	۹۶
(۳۴) دِل راز دردِ دوری صد وجہ بیقراری	۹۸
(۳۵) یاران زتو پرسم کہ مرا یار کجاست	۱۰۰
(۳۶) تجوّع ترانی تجرّد تصل	۱۰۲
(۳۷) نہایت نیست راہِ عشق را یار	۱۰۴
(۳۸) دنیاست عین جیفہ کلاب اند طالبان	۱۰۶
(۳۹) زدنیا تو ترک گیر کہ راُس العبادت ست	۱۰۸
(۴۰) از خدا خواہ ہرچہ خواہی یار	۱۱۰

(۴۱) پیشِ جانان گر بمیرم تا سزاواری مراست ۱۱۲
(۴۲) تار ہاز نارور گردن کنم ۱۱۴
(۴۳) کفراول راندانی کفر چیست ۱۱۶
(۴۴) کفراول می شناسد ھر کسی ۱۱۸
(۴۵) لن ترانی گر رسد گردن متاب ۱۲۰
(۴۶) یاران رہِ عشق بجز جور و جفا نیست ۱۲۲
(۴۷) یاران صد ہزار ولی یار ما یکی ست ۱۲۴
(۴۸) وہ چہ نیکو روی جانان دِلپذیر ۱۲۶
(۴۹) طورِ سینا گشت موسیٰؑ را مقام ۱۲۸
(۵۰) طورِ سینا چیست دانی بیخبر ۱۳۰
(۵۱) خودپرستی راندانی ای پسر ۱۳۲
(۵۲) خودپرستی چون ندانی بی خبر ۱۳۴
(۵۳) می نالم از عشق تو وجان را خبری نیست ۱۳۶
(۵۴) بہر حالی جمال اللہ جویم ۱۳۸
باھو نامہ ------ از ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ۱۴۰

☆ ☆ ☆

پیش لفظ

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پنجاب بلکہ پاکستان بھر کے وہ مایۂ ناز ولی کامل ہیں۔ جنہوں نے اِس سرزمین میں دینِ اِسلام کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے جدوجہد کی۔ انہوں نے عوام کو دینِ حق سے روشناس کروانے کے لئے جگہ جگہ پر جاکر عوام سے رابطہ کیا۔ اور قلمی جہاد کرکے اور اپنی روحانی قوتِ قدسیہ کے ساتھ معاشرے سے غربت، جہالت اور توہم پرستی دور کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ آپکی تصنیفات پوری قوم کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اور رشد و ہدایات کا منبع ہیں۔ حضرت سلطان باھو اکیڈمی نے آپکی تصنیفات کو یکجا کرنے، انہیں محفوظ کرنے اور بہتر طریقہ سے شائع کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔

الحمد للہ حضرت سلطان باھو اکیڈمی اِس سلسلہ میں خاصی کامیاب ہے۔ اکیڈمی کی طرف سے اس سے پہلے دو کُتب شائع کی جا چکی ہیں۔ جن میں پہلی کتاب "حضرت سلطان باھو حیات و تعلیمات" ہے۔ اس کتاب کے مصنف پروفیسر جناب سیّد احمد سعید ہمدانی (پرنسپل گورنمنٹ کالج نوشہرہ ضلع خوشاب) ہیں جب کہ دوسری کتاب "دیوانِ باھو" ہے، جسے ڈاکٹر کے۔ بی نسیم (سربراہ شعبہ فارسی و رئیس کلیہ ادبیاتِ شرقی، پشاور یونیورسٹی) نے مرتب کیا ہے۔

دیوانِ باھو حضرت سلطان باھو کی وہ مایۂ ناز تصنیف ہے۔ جس پر جتنا بھی کام کیا جائے کم ہے۔ یہ کتاب چونکہ یونیورسٹی اور کالجوں کی سطح پر نصاب کا حصہ بن چکی ہے اس لئے ضروری تھا کہ متن کے ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا جاتا۔ چنانچہ اس اہم ضرورت کے پیشِ نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ دیوانِ باھو کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا جائے۔ اس کام کے لئے کئی نام سامنے آئے۔ آخر صاجزادہ پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی حامی بھری۔ ڈاکٹر صاحب نہ صرف یہ کہ ماہرِ تعلیم اور فارسی زبان کے اُستاد ہیں۔ ان کا تعلق خانوادۂ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ سے ہے۔ وہ حضرت سلطان باھو پر ایک اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی نے ان کو حضرت سلطان باھو کی حیات، آثار اور تعلیمات پر مقالہ لکھنے پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی

دی ہے۔ وہ اس سے پہلے حضرت سلطان باھو کی معروف کتاب "ابیات باھو" پر کام کر چکے ہیں۔ ابیات باھو پر ان کا کام قابلِ فخر ہے۔ انہوں نے کئی سال کی انتھک محنت اور لگن سے "ابیات باھو" کی تحقیق و تشریح کی۔ یہ کتاب اہل ذوق خاص طور پر طلباء کے لئے ایک انتہائی قیمتی سرمایہ ہے۔

"دیوانِ باھو" کا اردو ترجمہ ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے حضرت سُلطان باھو اکیڈمی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے بینر تلے یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ اکیڈمی کی طرف سے سال ۱۹۹۰ء میں جو دیوانِ باھو شائع کیا گیا تھا۔ اس کے متن میں کچھ اغلاط سامنے آئیں تھیں۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے وہ اغلاط ترجمہ کرتے وقت درست کر دی ہیں۔ اس طرح کتابت اور طباعت کے وقت بھی کچھ حروف میں کمی بیشی ہو گئی تھی۔ انہیں بھی درست کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب نے دیوان باھو میں شامل چون (۵۴) غزلیات میں پیش کردہ مطالب کا خلاصہ بھی تحریر کر دیا ہے۔

المختصر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی نے نہایت محنت اور لگن کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ جس کے لئے میں اپنی طرف سے اور اکیڈمی کے دیگر کارکنان کی طرف سے انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اکیڈمی کی طرف سے تیسری کتاب "دیوان باھو معہ اردو ترجمہ" حاضر خدمت ہے آپ کی آراء کا ہمیں انتظار رہے گا۔

آخر میں اہلِ ذوق حضرات کی خدمت میں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ سلطان العارفین حضرت سُلطان باھو کی تخلیقات پر تحقیق، ترجمہ، تشریح و تدوین اور اشاعت کے کارِ خیر میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تاکہ ہم اپنے اشاعتی پروگرام کو جاری رکھ سکیں۔

سُلطان حمید
صدر
حضرت سُلطان باھو اکیڈمی

۱۷۔ ظفر روڈ
لاہور چھاؤنی
۱۱۔ جولائی ۱۹۹۱ء

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (۱۸-۱۱۰)

"تو جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو، اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

حضرت سُلطان العارفین سُلطان الفقر سُلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز (۱۰۳۹-۱۱۰۲ھ) کا فارسی دیوان موسوم بہ "دیوانِ باھو" جو اِس وقت دستیاب ہے صرف چوّن (۵۴) عارفانہ و عاشقانہ غزلوں پر مشتمل ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ کے دو دیوان فارسی تھے، ایک دیوانِ باھُو کلان اور دوسرا دیوان باھُو خُرد۔ موجودہ دیوان ان دو میں سے ایک ہے اور دوسرا دیوان تاحال دریافت نہیں ہو سکا۔

زیرِ نظر "دیوان باھو" اب تک مخطوطہ نسخوں کے ذریعہ اہلِ ذوق و اربابِ سلوک کے لئے باعثِ استفادہ رہا ہے۔ البتہ ملک چنن الدین فضل الدین گگے زئی کشمیری بازار لاہور والوں نے کئی بار طبع کیا ہے مگر تحقیق و تنقید کی قلم سے کوئی محنت و توجہ نہ کی گئی۔ جس کے باعث ان کے مطبوعہ نسخوں میں باکثرت اغلاط ملتے ہیں۔ البتہ مطبعِ نُور لاہور میں ۱۸۷۵ء کو جو نسخہ طبع ہوا بہتر ہے مگر وہ دوبارہ نہیں چھپا۔ حضرت سلطان باھُو اکادمی لاہور نے پہلی بار دیوان باھُو کا اصل متن تحقیق کے ساتھ مُرتب کرایا جو ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ یہ تحقیقی کام ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم صاحب کے زیرِ نگرانی مرتب ہوا۔ اُن کے ساتھ اِس کام میں پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی اور راقم الحروف نے بطور ممبران اکادمی تعاون کیا۔ دیوان باھو کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنے کے لئے یہ نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے:

(ا) دیوان باھو — مکتوبہ نامعلوم گندواہ کے سید محمود الحسن بخاری کے کتابخانہ سے حاصل ہوا۔ — قریباً ۱۸۵۰ء

(ب) " — (فقیر نور محمد ولد سنجر خان — ۱۸۶۰ء

ہرگز نہیں کھلتا ۔ بلکہ اس راستے میں وہی طالب منزلِ مقصود کو پہنچ سکتا ہے جس کی ہمت آسمان کی طرح بلند ، جس کا عزم پہاڑ کی طرح راسخ اور جس کا صبر اور تحمل زمین کی طرح پائیدار ہو ، جو دریا کی طرح دن رات اس راستے میں رواں اور دواں رہے اور کبھی کسی وقت واپس مڑنے کا نام نہ لے ۔ بھوک ، فقر و فاقہ ، رنج و زحمت اور جو مصیبت اور آفت سامنے آئے وہ اُس کے قدم کو متزلزل نہ کر سکے ۔ اور نہ اس کی چال کو روک سکے ۔ مَست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھائے اور بوجھ اٹھائے۔" (۱)

"اے طالبِ مولا : اگر تُو اپنی طلب میں صادق ہے تو حضرت سُلطان العارفین کی کوئی صحیح فارسی کتاب یا اُس کا صحیح ترجمہ دن رات صدق اور اخلاص سے مُطالعہ کیا کر اور اُسے اللہ تعالیٰ کے قُربِ معرفت اور مُشاہدۂ دیدار اور حضوری بزمِ حضرت احمد مختار صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا ۔ انشاء اللہ تُو بہت جلدی اس گوہرِ مقصود سے اپنا دامن بھر لے گا ۔ اور جو کچھ تیرے دل میں ہے وہ ضرور جلدی پایۂ بر حاصل کر لے گا ۔ آج کل کے رسمی رواجی اور ریاکار دکاندار پیروں کے دروازوں پر عُمرِ گرانمایہ ضائع کرنے اور ناقص مُرشدوں کی تمام عمر کی جان توڑ خدمت سے ان کتب کے ایک ہفتے کا صحیح مطالعہ بہتر ہے۔" (۲)

کتابوں کے مطالعہ کی تاثیر کے متعلق خود حضور سلطان العارفین قدس سرّہ کے متعدد ارشادات موجود ہیں ۔

آپ کی بیعت :۔

آنحضرت کو باطن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے بیعت فرمائی ہے اور آپ کو اویسی طور پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فیض ، تلقین اور ارشاد باطنی حاصل ہوا ہے ۔

آپ اپنی کتاب "امیر الکونین" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں ۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بے شمار

۱ ۔ مخزن الاسرار از حضرت فقیر نور محمد سروری قادری ، لاہور ، ۱۹۸۱ء ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۸

۲ ۔ ایضاً ۔ ص ۱۹۹

مُرشدوں کو دیکھا ہے ۔ اور ان میں سے اکثر کاملین عارفین کو ملے اور اُن کی دل و جان سے خدمت کی ہے اور اُن سے فیوضات اور برکات حاصل کی ہیں ، لیکن اس زمانے کے ان فیوضاتِ اسماء و صفات سے آپ کی تسکینِ خاطر نہیں ہو سکی ۔

آخر اس ذاتی نُور کی طلب صادق اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سالارِ سالکان ، سرورِ دو جہان اور سیدِ اِنس و جان ختم الانبیاء احمد مُجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وَسلّم کی ذات جمع جمیع صِفات تک پہنچا دیا ۔ اور اُس بحرِ انوارِ ذات میں سے اس قدر حصّہ وافر حاصل کیا اور نور مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچا دیا ، جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا ۔ اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہمسر اور برابر نہ رہا ۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

جائیکہ مَن رَسیدم اِمکان نہ ہیچ کَس را ۔۔۔ شہبازِ لامکانم آنجا کُجا مگس را (۱)
عرش و قلم و کُرسی کونین رَہ نیابد ۔۔۔ اَفرِشتہ ہم نگنجد آنجا نہ جا ہَوَس را

چنانچہ آنحضرت کو خود حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باطن میں دستِ بیعت فرمایا اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو نوری حضوری فرزند بنایا ۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ۔

دَستِ بیعت کرد مَا را مُصطفےٰ ۔۔۔ فرزندِ خود خواند است مَا را مُجتبیٰ
شُد اجازت بَاہُوؒ را از مُصطفےٰ ۔۔۔ خَلق را تلقین بکُن بہرِ خُدا
خاکِ پایم از حُسین و از حَسن ۔۔۔ معرفت گشت است بَرمَن انجمن

ایک دوسری جگہ اِرشاد فرماتے ہیں ۔ (۱)

فرزندِ خُود خواند است مَارا فاطمہؓ ۔۔۔ معرفت فَقر است بَرمَن خَاتمہ

ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ اس فقیر کو باطن

۱ ۔ کلید التوحید (قلمی) ، ص ۳۳

میں ہاتھ سے پکڑ کر حضرت مُحمّد مُصطفٰی کے حضور میں لے گئے ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اِس فقیر کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا (خُذ یَدِی) "میرا ہاتھ پکڑ" ۔ چنانچہ آپ نے مجھے دَستِ بیعت کر کے تعلیم و تلقین فرمائی اور حکم فرمایا کہ اے باہُو! خلقِ خدا کی باطن میں امداد کیا کر کہ تُو مُصطفٰی ثانی اور مُجتبٰی آخر زمانی ہے ۔ بَعد ازاں آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے مجھے حضرت پیرِ محبوب سُبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہُ العزیز کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ فقیر باہُو ہمارا نُوری اور حضوری فرزند ہے ۔ اِس کو آپ بھی باطنی تلقین اور ارشاد فرمائیں ۔ چنانچہ حضرت پیرِ دستگیر نے بھی اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا ۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں ۔

شہسوارے کرد چُوبن بَرمَن نگاہ   اَز اَزل تا اَبَد ے پویم براہ (۱)

غرض حضرت سلطان العارفین کو دستِ بیعت اویسی طور پر باطن میں حضرت سیّد الانبیاء مُحمّد مُصطفٰی سے حاصل ہوئی اور حضرت پیرِ دستگیر محبوبِ سبحانی نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ (۱)

گو مصنف "مناقبِ سُلطانی" نے اُن کے ہمعصر صوفیاء کا ذکر بھی کیا ہے جو اپنے دور میں ممتاز اور سر بر آوردہ مشائخ میں شُمار ہوتے تھے اور جن سے موصوف نے سلطان باہُو کے اکتسابِ فیض کی روایت بیان کی ہے ، مگر یہ عجیب اور حیران کُن بات ہے کہ سُلطان صاحب نے اپنی تصنیفات میں ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا ۔ سُلطان صاحب کے علو مرتبت سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہیں سے استفادہ کریں اور پھر اظہار تشکّر کے طور پر بھی اس کا ذکر نہ کریں ۔ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی تربیت کو یاد کرتے ہیں تو وَجد کی حالت میں پکار اٹھتے ہیں :۔

سو بار ان کی والدہ پر آفرین کہ اُن کا نام باہُو رکھا ۔ حضرت محبوبِ سُبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی سے اپنی وابستگی اور اُن سے اخذِ فیض کا ذکر کرتے ہیں ، تو ان کے مرتبہ کے بارے میں یوں رطب اللّسان ہوتے ہیں :۔

"فی الحقیقت دُنیا کے تمام پیر اور مُرشد حضرت پیر دستگیر کے طالب اور مرید

---

۱ ۔ مناقب سلطانی ، ص ۱۹

ہیں ۔ اور حضرت پیر دستگیر دُنیا کے تمام اولیاء اور مشائخ میں سب سے افضل ، اعلیٰ اور بے مثل فرد فرید ہیں ـــــ طریقۂ قادری میں وہ برکت ہے کہ جو شخص ایک ہی بار یقین خاص اور صدق دل و اخلاص سے بزبانِ پاک کہہ دے ، "یا شیخ حضرت سیدّ عبدالقادر جیلانی شیئاً لِلّٰہ" ، اُس پر ابتداء سے انتہاء تک معرفت ، فقر اور ولایت کے تمام مقامات واضح اور روشن ہو جاتے ہیں"۔ (۱)

یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ سُلطان العارفین کو کوئی قابلِ قدر فیض اپنے وقت کے کسی شیخ سے حاصل ہوا اور وہ اس کا ذکر بھی نہ کریں۔

جیسا کہ اُوپر ذکر ہُوا وہ فرماتے ہیں کہ تِیس سال تک مُرشدِ کامل کی تلاش میں وہ اکثر کاملین عارفین سے ملے ، لیکن چونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور جستجو تھی ، اسلئے اس زمانے کے اسمائی ، صفاتی اور افعالی انوار اور تجلیات سے آپ کا قلبِ قُلزم سَیراب نہیں ہو سکا ۔ چنانچہ آخر کار حقیقی باطنی فیض جس سے آپ کا وجود مبارک خود فیض رسانِ خلق بن گیا ، وہ آپ کو محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے وسیلہ سے حضرت علی اور رسول اکرم سے براہِ راست نصیب ہُوا ۔ آپ جب اس مرتبے پر فائز ہوئے ، تو ابتدائی دور کے لطائف و انوار اس کے مقابلے میں ہیچ نظر آئے ۔ اپنی تصنیفِ لطیف "توفیق الہدایت" میں انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ باطنی ذرائع سے انہیں جو فیض ملا ، اس نے انہیں "ظاہری مَرشد" کی حاجت سے بے نیاز کر دیا :۔

"جِس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو اور اسے مجلسِ مُحمّدی کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسول کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے تعلیم ، تلقین اور دستِ بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایت نبوی کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو ، اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے ۔ یہ میرا کہنا کسی کی حالت کے واسطے نہیں ، بلکہ خود میری یہ حالت ہے ، یا اس کی حالت کے واسطے جس پر یہ باتیں میں منکشف کروں یا دکھا دوں"۔ (۱)

---

۱ ۔ نور الہدیٰ (قلمی) ، ص ۱۲۰

۱ ۔ توفیق الہدایت مترجم (ملک فضل الدین) ، ص ۱۷